کلاسیکی غزل......نظری مباحث کے تناظر میں

ڈاکٹر فرزانہ ریاض،لیکچرر،شعبۂ اُردو،جی سی یونیورسٹی،لاہور

Abstract

The Ghazal spread in to south Asia in the 12th century due to the influence of sufi mystics and the courts of the new Islamic Sultanate. In this article, classical Ghazal has been discussed with reference to its theoritical deberties.

ادب کوفنون لطیفہ کی سب سے زیادہ منظّم، مرتب اور موٴثر صورت سمجھا جاتا ہے۔ یہ انسانی درک وبصیرت اوراحساس وآ گہی کا موزوں ترین ذریعۂ اظہار ہےاوراس کا سب سےلطیف، نازک اور حساس پیرایہ شاعری ہے۔ شاعری جومعصوم انسانی کی معصوم زبان اوراس کا پہلا ذریعۂ اظہار وابلاغ ہےاور جو بنی آدم کی ہم زاداور رفیقِ ازلی ہے۔انسان نے اپنےظہور کےابتدائی ادوار میں ہی اپنے جمالیاتی شعور سے کام لیتے ہوئے داخلی وخارجی احساسات کوایک خاص ترتیب کے ساتھ منظّم کرلیا۔ جس کی اوّلین صورتیں اوستا، وید،توریت، زبور،اورانجیل مقدس وغیرہ کی آیات وبیانات میں بھی دکھائی دیتی ہیں۔شاید''شاعری جزویست از پیغمبری''(۱) کہنا مبالغے سے خالی ہے۔

مولانا صفی نے شاعری کی تعریف یوں کی ہے:

شاعری کیا ہے دلی جذبات کا اظہار ہے
دل اگر بیکار ہے تو شاعری بیکار ہے

مولانا عزیزلکھنوی شاعری کے متعلق لکھتے ہیں:

شاعری کیا ہے؟ فقط اک جذبۂ طوفاں خروش
قوت تخئیل میں اک ولولہ انگیز جوش

ولیم ورڈزورتھ(WILLIAM WORDSWORTH)شاعری کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> "Poetry is emotion recollected in tranquillity....Poetry is the spontaneous over flow of feelings."(۳)

ولیم ورڈ زورتھ کے خیال میں شاعری،تنہائی، خاموشی اورسکون میں جذبات کے تازہ کرنے کا نام ہے۔

دوسرے الفاظ میں:

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

کالرج (S.T. COLERIDGE) نے لکھا ہے:

"I wish our clever young poets would remember my homely definations of prose and poetry that is prose words in their best order poetry the best words in their best order."(۴)

میوزیوس (MUSIACUS)، ہیسیڈ (HESIOD)، ہومر (HOMER)، طالیس (THALES)، اور فیثا غورث (PYTHO GORAS) وغیرہ جیسے مفکروں اور محققوں نے بھی اپنے خیالات ونظریات کی توضیح وتشریح شعروں کے ذریعے کی ہے۔

شاعری کو جانسن (SAMUEL JOHSON) موزوں تصنیف، کارلائل (THOMAS CARLYLE) مترنم خیال، ولیم ہیزلٹ (WILLIAM HAZLITT) جذبات کی زبان، شیلے (PERCY BYSSHE SHELLEY) تخیل کا اظہار، لے ہنٹ (LIEGH HUNT) بے اختیار اظہار، کولرج (S.T.COLERIDGE) حصولِ انبساط کا وسیلہ، ولیم ورڈز ورتھ (WILLIAM WORDSWORTH) لطیف ترین روح، ایڈگر ایلن پو (EDGAR ALLAN POE) مترنم تخلیق، ڈنٹن (GRAHAM DENTON) جمالیاتی اظہار اور پورٹل (PORTAL) عصری حسیت سے تعبیر کرتا ہے۔

شاعری کی تعریف وتوصیف میں مختلف النوع رجحانوں کا پتا چلتا ہے، مثلاً آرنلڈ (MATTHEW ARNOLD) کے تنقیدِ حیات کہنے میں اور مائیکل رابرٹس (MICHAEL ROBERTS) کے تحت الشعور سے نسبت دینے میں شاعری برائے شاعری اور شاعری برائے زندگی کا تصوّر پیدا ہوتا ہے، اسی طرح آڈن (ADONLACROIX) کے مخلوط احساس کا نیک اظہار، ورڈز ورتھ (WILLIAM WORDSWORTH) کا تنہائی کا دوست، ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ (T.S. ELIOT) کا جذباتی فرار اور میکولے (MACAULAY) کے رنگوں کی مصوّری کے متضاد خیالات سے سیرئیلزم (SWERIALISM) اور اکسپرشنزم (EXPRESSIONISM) جیسے رجحانات کی نشاندہی ہوتی ہے۔ پنڈت برج نرائن چکبست آنجہانی نے شاعری کی یوں تعریف کی ہے:

''شاعری وہ جادو اعجز ہے جس کا کرشمہ یہ ہے کہ انسان کے خیالات اور احساسات اس کے جذبات دل کے سانچے میں ڈھل کر زبان سے نکلتے ہیں اور ایک عالم تصویر پیدا کر دیتے ہیں۔''(۵)

فارسی شعرا نے بھی شاعری کی تعریف کی ہے۔ نظامی، عروضی، سمرقندی نے شاعری کی یوں تعریف کی ہے:

''شاعری صنعتی است کہ شاعر بدان صنعت اتساق مقدمات موہومہ کند والتیام قیاس منتجہ بر آن وجہ کہ معنی خوردرا بزرگ کند و بزرگ را خورد و نیکو رالباس زشت وزشت رادر حلیہ نیکو جلوہ دہد و بایہام قوت ہائے غضبی وشہوانی برانگیز دتا بدان ایہام طبائع را انبساطی وانقباضی بود وامور عظام رادر نظام عالم سبب گردد۔''(۶)

ہر باکمال ادیب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق صنف شاعری کی تعریف کی ہے۔شاعری فنون لطیفہ کی نازک ترین صنف ہے اور''غزل''اس صنف کی اور زیادہ نازک، مؤثر اور حسین صورت ہے جو اپنے خصائص اور بے مثال ہیئت کی بنا پر دنیا کی تمام زبانوں میں امتیازی وصف رکھتی ہے۔اردو شاعری میں جتنے اصناف ہیں ان میں غزل سب سے ہردل عزیز ہے۔معمولی سے معمولی اور بڑے سے بڑا شخص اس کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتا ہے۔کوئی محفل ایسی نہیں جہاں غزلوں نے اہل بزم پر اپنا رنگ نہ جمالیا ہو۔کوئی دل ایسا نہیں جس کے کسی نہ کسی گوشے میں اس کے لیے جگہ نہ ہو۔اس کا تعلق کسی خاص گروہ، خاص طبقہ، خاص مذہب سے نہیں، بلکہ بلا قیدِ مذہب وملت دنیا کے طول و عرض میں ہر شخص اس سے لطف اندوز ہوتا ہے،اور اسی عام دلچسپی کی وجہ سے اردو شاعری میں جتنے غزل گو ہیں اتنے مثنوی گو، قصیدہ گو یا مرثیہ گو شاعر نہیں ہیں۔صرف چند شاعروں نے غزلیں نہیں کہی باقی جتنے اردو شاعر ہیں ان سب نے غزلیں موزوں کی ہیں۔اردو کے مشہور ترین شعرا میں سے ولؔی، سراجؔ، میرؔ، غالبؔ، مومنؔ، آتشؔ، ناسخؔ، اور داغؔ کی شہرت عام اور بقائے دوام کا دارومدار صرف غزل پر ہے۔

غزل ہماری تہذیب ہے۔''غزل اپنی ماہیئت کے اعتبار سے صنفِ شعر ضرور ہے لیکن فی الاصل فارسی ادب سے مستفاد ایک ایسی زندہ روایت ہے جو ہمارے ثقافتی ورثہ کی زماں درزماں امین ہے۔''(۷)اردو تنقید نے بھی جس صنفِ ادب کو مبالغے کی حد تک مگر بجا طور پر سراہا ہے، وہ غزل ہی ہے۔

''غزل''عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ''غ، ز، ل''ہے۔جب یہ لفظ''ز''اور''ل''کے سکون سے بولا جائے یعنی غزل تو اس کے معانی''سوت کاتنے''کے ہیں۔جیسے کہ قرآن پاک کی سورۃ النحل آیت نمبر۹۲ میں ہے:

''وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَهَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ اَنۡکَاثًا.''

ترجمہ:اور اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

مفسّرین نے اس آیت کی تفسیر میں مکہ کی ایک عورت ربطہ بنتِ عمرو کا ذکر کیا ہے جو بہت وہمی تھی۔وہ دوپہر تک محنت کر کے سوت کاتتی اور باندیوں سے کتواتی۔دوپہر کے وقت اس سب کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی۔یہی اس کا معمول تھا۔ڈاکٹر سعد اللہ کلیم اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

''غ''اور''ز''بالفتح کی صورت میں غزل کا لفظ حدیث میں بھی استعمال ہوا ہے۔ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنی ایک قرابت دار کا نکاح انصار میں کیا۔رسول پاکؐ

تشریف لائے اور پوچھا کہ تم نے لڑکی کو رخصت کر دیا۔ انھوں نے کہا: ہاں! آپؐ نے پوچھا: کیا اس لڑکی کے ساتھ کوئی گانے والا بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا نہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا انصار ایک ایسی قوم ہے۔ جس میں غزل کا بہت رواج ہے۔ کاش کہ تم اس لڑکی کے ساتھ کسی کو بھیجتیں جو یوں کہتا: ہم تمھارے ہاں آئے۔ ہم تمھارے ہاں آئے......متعلقہ حصے جس میں آپؐ کی زبان سے غزل کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے......''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الانصار قوم فیھم غزل فلو بعثتم معھا من یقول اتینا کم اتینا کم فحیانا واحیا کم۔''(۸)

بعض محققین نے غزل کے لغوی معانی پر قیاس کرتے ہوئے اور اس کے ساتھ نسائیت اور غنا کے مفہوم کو شامل رکھتے ہوئے اندازہ قائم کیا ہے کہ یہ عورتوں کا وہ گیت ہے جو وہ سوت کاتتے ہوئے گاتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لیڈن) میں اس نظریے کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا ہے کہ:

"The semantic development of the word (Ghazal) from the root "Ghazal" to spine, spinning in not in doubt, but presuposes inter mediary meaning for which we have no evidence; the ghazal was not in fact a song of women spining, but a man's song adressed to a girl."(۹)

آگے چل کر اسی مقالے میں ''یونیورسٹی آف پیرس'' کے مقالہ نگار بلاشیر (BLACHERE) نے ''غزال'' کے ساتھ اس لفظ کے معنوی تعلق کے بارے میں مثبت رائے دی ہے:

''غزال'' نوعمر ہرن (ہرنوٹے) کے لیے مستعمل ہے۔ عربی غزل میں اسے محبوب کے مشبہ بہ کے طور پر کثرت سے برتا گیا ہے۔''(۱۰)

''مفردات القرآن'' از امام راغب اصفہانی میں لکھا ہے:

''الغزال'' کاتے ہوئے سوت کو کہتے ہیں۔ ''غَزَلَتْ غَزْلاً'' سوت کاتنا، غزال: ہرنی کے بچے کو کہا جاتا ہے۔ اَلْغَزَالَۃُ: سورج کی ٹکیہ، غزل اور مَغَازَلَۃٌ کے معانی کنایے کے طور غزال یا ہرنوٹے جیسی خوبصورت عورتوں کے ساتھ عشق و محبت اور دل بستگی کی باتیں کرنے کے آتے ہیں۔ غزل اَلْکَلْبُ غَزَالاً: کتے کا ہرن کو پاکر اس سے پیچھے ہٹ جانا۔''(۱۱)

''معجم العربیہ'' (ولیم ٹامسن، ورٹے باٹ (William Thomson, Vertbaudet) کی عربی انگریزی لغت کا ترجمہ) میں لکھا ہے:

''غزالۃ؛ ہرنی کا بچہ اور طلوع ہوتا ہوا سورج، غَزَالاً، غَزَلَ، یَغْزِلُ اِغْتَزَلَ: عاشقانہ اور رجھانے کی (عورت سے) بات کرنا یا پیش آنا۔ اَغْزَلَ: تکلے کا گھمانا اور ہرنی کا بچے والا ہونا۔ تَغَزَّلَ:

عاشق کی سی بات چیت اور حرکات کرنا۔ عاشقیانہ انداز میں گفتگو کرنا۔ اسی طرح تَغَازَلَ اسی مفہوم میں غَزِلٌ: عاشقانہ بات چیت اور شاعری غَزَالٌ: ہرن کا جوان بچہ۔'' (۱۲)

ابن منظور افریقی کی مرتبہ لغت ''لسان العرب'' کے مطابق:

''غزل'' کاتنے کے مفہوم میں آتی ہے۔ فاعل کے طور پر عورت مذکور ہے۔ اگرچہ غزل کا لفظ مردوں کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔۔۔''غزل'' نوجوان لڑکوں اور نوجوان لڑکیوں کی باہمی باتوں کے معانی میں بھی ہے۔ غزل عورتوں سے کھیلنے اور فضول باتیں کرنے کے معنوں میں بھی ہے۔ ''مغازلہ'' سے عورتوں کا باہم چہلیں کرنا، گفتگو اور میل محبت بھی اس کے مفہوم میں شامل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ہنسی کھیل اور اظہار محبت مرد کی طرف سے عورت کے لیے تغزّل سے مراد ہے بہ تکلف ناز وادا سے گفتگو کرنا۔ ''رَجُلٌ غَزِلٌ'' اس آدمی کو کہتے ہیں جو عورتوں کے سامنے پیار محبت کی باتیں کرے اور خاندانی افتخار کا اظہار کرے۔'' (۱۳)

آنند راج نے اپنی لغت میں اصطلاحی روایتی مفہوم کے علاوہ لکھا ہے:

''ونیز غزل بفتحتین سست شدن و باز ایستادن سگ از بیم برہ بعد از اں کہ بی او دویدہ و بداں رسیدہ باشد۔ غزل بفتح بمعنی رشتہ ورشتن، سست و نرم شدن از ہر چیز۔'' (۱۴)

مزید لکھتے ہیں:

''غزل بفتحتین، حدیث زنان و حدیث عشق ایشاں کردن و سخن کہ در وصف زنان بہ عشق ایشاں گفتہ آید۔ در عرف شعرا چند بیت مقرری کہ پیش قدما زیادہ از دوازدہ نیست و متاخراں منحصر دراں نہ دانند۔'' (۱۵)

صاحبِ ''غیاث اللغات'' لکھتے ہیں:

''غزل بفتحتین بازی کردن (با محبوب) وحکایت کردن از جوانی و حدیث صحبت و عشق زناں۔'' (۱۶)

شمس الدین محمد بن قیس رازی نے غزل کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

''غزل در اصل لغت حدیث زناں و صفت عشق بازی بایشاں و تہالک در دوستی ایشاں است و مغازلت عشق بازی و ملاعبت است با زنان۔'' (۱۷)

شمس قیس رازی کی یہ تعریف جس کے مطابق غزل کے معنی عورتوں سے باتیں کرنا ہے۔ عربی اور فارسی سے لے کر اردو زبان و ادب میں ایک طویل مدت تک مقبول رہی۔ مولانا الطاف حسین حالی لکھتے ہیں:

''غزل کے معنی لغت میں عشق بازی کرنے اور عورتوں سے مخاطب ہونے کے ہیں۔ عربی میں کہتے ہیں کہ ''زید انحذل حمر'' یعنی زید عشق کے مضامین حمرو سے بہتر باندھتا ہے یا زید حمرو

سے زیادہ عشق باز ہے۔‘‘(۱۸)

ڈاکٹر سعد اللہ کلیم لکھتے ہیں:

’’ہرن کے چوکڑیاں بھرتے بچے کی طرف عرب ذہن اپنی شاعری میں بار بار لوٹا ہے اور محبوب کو جب کسی شے سے تشبیہ، دینی چاہی ہے تو غزال کا تصوّر ان کے ہاں ابھرا ہے۔ اس کے نفسیاتی محرکات کو فی الوقت نظر انداز کرتے ہوئے غزال کی صفات میں سے اس کے الھڑ پن، گریز پائی، کم یابی و کم نمائی، شوخی اور طراری کی خوبصورت سیاہ آنکھیں اور کسا ہوا بدن، ان سب پر غور کیا جائے تو غزل کا محبوب یاد آتا ہے اور غزل کا لفظ مخصوص صفات کی حامل صنف شعر کے لیے اختیار کرنے کی کسی حد تک سمجھ آنے لگتی ہے۔‘‘(۱۹)

بعد کے ادیبوں میں مسعود حسین رضوی ادیب نے بھی غزل کی تعریف روائتی انداز میں کی ہے:

’’زیادہ تر باکمال شعرا جمالِ معشوق کے ذکر اور احوال عشق و محبت کے باہمی بیان کو غزل کہتے ہیں۔‘‘(۲۰)

ڈاکٹر وقار احمد رضوی لکھتے ہیں:

’’غزل عربی کا لفظ ہے۔ اس کے معنی حکایت بزناں کے ہیں۔ عربی لغت میں غزل کے بہت سے مشتقات مستعمل ہیں جن میں سے ایک مغازلہ بھی ہے۔ اس کے معنی بھی خواتین سے گفتگو کرنے کے ہیں۔ اسی طرح عورتوں سے بات کرنے اور عشق کرنے والے کو غِزل یا متغزِّل کہتے ہیں اور غزل بسکون الاوسط بٹے ہوئے ڈورے کو کہتے ہیں۔ وہ انسان جو اپنے آپ کو ایسی صورت میں ڈھال لے جو عورتوں کو پسند ہوں اور ایسی عادات اختیار کرے جو ان کی پسند کے موافق ہوں، اس کو بھی عربی میں غزل کہتے ہیں۔‘‘(۲۱)

غزل عورت کی طرف مرد کے فطری میلان اور اس محرک سے پیدا ہونے والے جذبات واحساسات کا شعری اظہار ہے۔ یہ مفہوم بیشتر محققین میں مشترک ہے۔ اس کی حیثیت اصطلاحی ہے، لیکن قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ زیرِ بحث لفظ ان معانی تک محدود نہیں۔ اگر اس کی اصل اور اس کے مادے سے سامنے آنے والے جملہ مشتقات کو پیش نظر رکھا جائے تو معانی کا ایک وسیع تر دائرہ ابھر کر سامنے آجاتا ہے، جس میں اصطلاحی معنی کی حیثیت محض جزوی نظر آتی ہے۔

سیّد رفیق حسین رفیق اس ضمن میں لکھتے ہیں:

’’غزل کے لغوی معنی بقول ڈاکٹر سٹین گاس سوت کاتنا۔ یا سوت بٹنا ہیں۔ اس کے دوسرے معنی عورتوں سے پیار و محبت کی بات چیت کرنا ہے۔ پرانے زمانے میں سوت کاتنے یا بٹنے کا کام عورتیں کیا کرتی تھیں۔ اس لحاظ سے غزل کے معنی خواہ سوت کاتنے یا بٹنے کے لیے جائیں خواہ

عورتوں سے گفتگو کرنے کے بہر صورت اس کا کچھ نہ کچھ تعلق عورتوں سے ہے۔'' (۲۲)

ابتدائی دور کے بعد غزل کی صنف نے عملی طور پر جس طرح زندگی کے بے شمار موضوعات کو اپنے اندر سمیٹا ہے یہ بجائے خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اس میں فطری طور پر ان تمام وسعتوں کی گنجائش موجود تھی اور اس کے وہ تمام خصائص اس میں اجمالی طور پر سہی مگر موجود رہے اور خارجی حالات کی مناسبت سے بتدریج اپنے آپ کو ہم پر منکشف کرتے رہے ہیں۔ ''عورتوں سے باتیں اور عورتوں کی باتیں'' بھی غزل کے معنوی دائرے میں یقیناً موجود ہیں مگر اس کی حیثیت غزل کے بہت سے ممکنات و رجحانات میں صرف ایک امکان سے اور ایک رجحان سے زیادہ نہیں۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ غزل کے معنی ''عورتوں سے باتیں یا عورتوں سے عشق و محبت کی باتیں کرنا'' ہے۔ تو اس سے عام عورتیں مراد نہیں ہوتیں بلکہ ان سے وہ عورتیں مراد ہوتی ہیں جن سے برابری کے تعلقات قائم ہو سکیں۔ جن سے جوانی اور عشق کا اظہار کیا جا سکے۔ جن کے حسن کی تعریف کھلے ہوئے لفظوں میں ان کے سامنے اور ان کی غیر موجودگی میں بھی کی جا سکے۔ جن کی مفارقت کا ایک ایک لمحہ سالوں کی مدت معلوم ہوتا ہو جن کا وصل زندگی سے اور جدائی موت سے تعبیر کی جا سکتی ہو۔ جن سے رازِ دل اشاروں میں آنکھوں آنکھوں میں کہہ دیا جاتا ہو۔ جن کی نگاہوں کے سامنے زبان بے زبان ہو جاتی ہے۔

حامد علی ''بحر الفوائد'' میں لکھتے ہیں:

''بعضوں کا قول ہے کہ ایک شخص عرب میں تھا اس کا نام غزال تھا۔ وہ ہمیشہ عاشقانہ شعر کہتا تھا اور تمام عمر اس نے عشق و حسن کی تعریف اور رندمشربی اور عشق بازی میں گزار دی اس سبب سے ایسے اشعار کو جن میں حسن و عشق کا بیان ہو غزل کے نام سے نامزد کر دیا۔'' (۲۳)

لیکن اصطلاحِ شاعری میں غزل ایک صنف ہے جس کے اشعار ہم وزن ہوں۔ پہلے شعر کے دونوں مصرعے ایک قافیہ میں ہوں اور باقی اشعار کے دوسرے مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ غزلوں کے لیے رباعی یا مثنوی کی طرح بحروں کی کوئی قید نہیں ہے۔ شاعر کو اختیار ہے کہ جس بحر میں چاہے غزل کہہ سکتا ہے۔ چنانچہ ابتدائی زمانے میں فارسی اور عربی بحروں کے علاوہ ہندی بحروں میں بھی غزلیں موضوع کی گئیں تھیں۔

حوالہ جات و حواشی:

۱۔ عبدالقادر سروری، جدید اردو شاعری، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۴۵ء)، ص ۱۹

۲۔ سیّد رفیق حسین رفیق، اردو غزل اور اس کی نشوونما، (الٰہ آباد: برکات اکبر پریس، س ن) ص ۲

۳۔ ایضاً، ص ۳

۴۔ ایضاً،ص۴
۵۔ ایضاً،ص۴
۶۔ ایضاً،ص۵
۷۔ طارق ہاشمی،اردو غزل، نئی تشکیل،(اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن،۲۰۰۸ء)،ص۱۳
۸۔ سعداللہ کلیم،ڈاکٹر،اردو غزل کی تہذیبی و فکری بنیادی، (لاہور:الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)،ص۱۷
۹۔ ایضاً،ص۱۷
۱۰۔ ایضاً،ص۱۸
۱۱۔ مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی، (مترجم؛محمد عبدہ)،(لاہور:المکتبہ القاسمیہ جامعہ قدس،۱۹۶۳ء)،ص۱۸۰
۱۲۔ سعداللہ کلیم،ڈاکٹر،اردو غزل کی تہذیبی و فکری بنیادی، (لاہور:الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)،ص۲۱
۱۳۔ ایضاً،ص۱۹
۱۴۔ آنندراج،فرہنگ آنند راج،(لکھنؤ:نول کشور،۱۸۸۹ء)،ص۲۶۰
۱۵۔ ایضاً،ص۲۶۲
۱۶۔ عابد علی عابد،سیّد،اصولِ انتقاد ادبیات،(لاہور:مجلس ترقی ادب،۱۹۶۶ء)،ص۲۵۹
۱۷۔ محمد الحق،ڈاکٹر،اردو غزل کی روایت اور ترقی پسند غزل، (دہلی:ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۱۹۹۸ء)،ص۱۰
۱۸۔ حالی،مولانا الطاف حسین،مقدمہ شعرو شاعری،(لاہور:مکتبہ کارواں،۱۹۶۰ء)،ص۱۰۰
۱۹۔ مسعود حسین رضوی ادیب،ہماری شاعری، (لکھنؤ:نول کشور،۱۹۴۴ء)،ص۱۲۹
۲۰۔ سعداللہ کلیم،ڈاکٹر،اردو غزل کی تہذیبی و فکری بنیادی،ص۲۳
۲۱۔ وقاراحمد رضوی،ڈاکٹر،تاریخ جدید اردو غزل، (اسلام آباد:نیشنل بک فائڈیشن،۲۰۰۰ء)، ص۲۳
۲۲۔ سیّد رفیق حسین رفیق،اردو غزل اور اس کی نشوونما،ص۲۴
۲۳۔ ایضاً،ص۲۵

ماخذ:

۱۔ آنندراج، فرہنگ آنند راج، لکھنؤ: نول کشور، ۱۸۸۹ء۔
۲۔ حالی، مولانا الطاف حسین، مقدمہ شعرو شاعری، لاہور: مکتبہ کارواں، ۱۹۶۰ء۔
۳۔ سعداللہ کلیم، ڈاکٹر، اردو غزل کی تہذیبی و فکری بنیادی، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء۔
۴۔ سیّد رفیق حسین رفیق، اردو غزل اور اس کی نشوونما، الہ آباد: برکات اکبر پریس، س ن۔
۵۔ طارق ہاشمی، اردو غزل، نئی تشکیل، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۸ء۔
۶۔ عابد علی عابد، سیّد، اصولِ انتقاد ادبیات، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۶ء۔
۷۔ عبدالقادر سروری، جدید اردو شاعری، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۴۵ء۔
۸۔ محمد الحق، ڈاکٹر، اردو غزل کی روایت اور ترقی پسند غزل، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۸ء۔
۹۔ مسعود حسین رضوی ادیب، ہماری شاعری، لکھنؤ: نول کشور، ۱۹۴۴ء۔
۱۰۔ وقار احمد رضوی، ڈاکٹر، تاریخ جدید اردو غزل، اسلام آباد: نیشنل بک فائڈیشن، ۲۰۰۰ء۔

☆☆☆